بسم اللہ الرحمان الرحیم

Date:

مکرمی و محترمی مفتی صاحب دام ظلکم واقبالکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ:

۱۔ آج کل لڑکیوں کا پروفیشنل ڈگری کرکے جاب کرنے کا رجحان بہت ہو رہا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بعض شعبے تو ایسے ہی ہیں کہ ان میں خواتین کا ہونا مناسب ہے جیسے ڈاکٹری، کہ خواتین کو علاج میں سہولت ہے۔ نیز بعض دفعہ ہنگامی حالات پیش آجاتے ہیں کہ کمانے والا سرپرست وفات پا جاتا ہے۔ نیز مہنگائی بھی اتنی ہے کہ صرف مرد کی کمائی سے سب اخراجات پورے کرنا دشوار ہوتا ہے۔

۲۔ اہل مغرب کی تھیوری آف جینڈر ایکویلٹی (Theory of Gender Equality) جس کا حاصل یہ ہے کہ مرد و عورت دونوں میں صنفی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہیے، دونوں کا دائرہ کار الگ الگ نہیں ہے، دونوں کو بالکل برابر کے حقوق ملنے چاہئیں۔ اس سلسلے میں اسلام میں عورتوں کی گواہی آدھی اور وراثت میں حصہ آدھا ہونے پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس میں عورتوں کی تذلیل اور حق تلفی ہے۔ اس تھیوری کی کیا حیثیت و حقیقت ہے اسلام کی نظر میں؟

بینوا توجروا

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۱۱/۲
۱۴۳۸-۱-۳
جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور، پاکستان

بنت عابد ابراہیم عفی عنہ
لیکچرار، یونیورسٹی آف لاہور، سٹی کیمپس
گلبرگ، لاہور

۱۰ ذی القعدہ ۱۴۳۸ھ / ۳ اگست ۲۰۱۷ء

CamScanner

Daar-UL-Iftaa
Jamia Abdullah Bin Umar
23km Ferozpur Road Near
Kahna Nou
Lahore Pakistan

دارالافتاء
جامعہ عبداللہ بن عمر
۲۳ کلومیٹر فیروزپور روڈ نزد کاہنہ نو، لاہور پاکستان
0332-8291221 ، 042-3527227

تاریخ: 3-01-2018

نمبر: 11/2

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)

کمانا دراصل مرد کا کام اور ذمہ داری ہے، نہ کہ عورت کا۔ عورتوں کی اصل ذمہ داری گھریلو امور کی انجام دہی اور نگرانی ہے۔ عورت کی کفالت شادی سے پہلے اسکے والد اور شادی کے بعد اسکے شوہر کے ذمے لازم ہے۔ تاہم اگر کوئی شرعی ضرورت ہو کہ کمانے والا مرد نہ ہو تو ایسی صورت میں حتی الامکان اپنے گھر رہ کر کوئی کام جیسے سلائی کڑھائی، چھوٹے بچوں کو پڑھانا وغیرہ کرنے کی کوشش کرنا لازم ہے، خصوصا ہمارے اس زمانے میں کہ ہر طرف فتنوں کا سیلاب امڈ رہا ہے، بے حیائی اور بے پردگی کا دور دورہ ہے، مردوں عورتوں کا بے محابا اختلاط عام ہے اور گھر سے باہر ملازمت کی صورت میں عورت کا ان غیر شرعی امور سے اپنے آپ کو بچانا نہایت دشوار ہے۔ اور اگر اپنے گھر رہ کر کوئی کام کرنے کی صورت نہ بن پائے تو تو ضروری اخراجات پورے کرنے کے لئے گھر سے باہر نکل کر، بقدر ضرورت کام کرنے کی گنجائش ہے بشرطیکہ درج ذیل شرائط و آداب کی پابندی کرے:

(۱) مکمل شرعی پردے کے ساتھ باہر نکلے، اس کا کام عورتوں یا چھوٹے بچوں کے شعبہ میں ہو بالغ اجنبی مردوں کا اختلاط نہ ہو۔

(۲) بناؤ سنگھار نہ کرے، خوشبو استعمال نہ کرے۔

(۳) راستے میں آتے جاتے ہوئے اور دوران ملازمت غیر محارم سے اختلاط نہ ہو۔ راستے کے کنارے پر چلے، نہ کہ درمیان۔

(۴) کام جائز ہو۔

(۵) محرم مرد کے بغیر سفر شرعی (تقریباً [illegible]) نہ کرے۔ وغیرہ۔

خواتین کے لئے ڈاکٹر بننے میں بھی شرائط مذکورہ کی پابندی لازمی ہے۔

دارالافتاء
فتویٰ نمبر
جامعہ عبداللہ بن عمر

(۲)

اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کو الگ الگ نوعیت کی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ اور اسی کے لحاظ سے ان دونوں کے حقوق و فرائض کی نوعیت بھی جدا جدا رکھی ہے۔ اور دونوں کا دائرہ کار بھی الگ الگ متعین فرمایا ہے۔ عورت کے ذمے گھریلو امور سرانجام دینا ہے اور مرد کے ذمے باہر کے کام کاج ہیں۔ اس طرح ایک مضبوط اور متوازن خاندانی نظام وجود میں آتا ہے جو متمدن اور معیاری معاشرے کی بنیاد ہے۔ عورت اور مرد کی حیثیت اور مرتبے کے فرق کو ایک عرفی نظیر سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک پندرہویں سکیل کا سرکاری ملازم ہے اور ایک بیسویں سکیل کا۔ اب ان دونوں کی صلاحیتیں مختلف ہیں، دائرہ کار مختلف ہے، حقوق و فرائض کی نوعیت جداگانہ ہے۔ بعض امور میں اگر بیسویں سکیل والے کو زیادہ حقوق دیئے گئے ہیں تو کیا اس سے پندرہویں سکیل والے کی تذلیل مقصود ہے؟ اس پر ظلم مطلوب ہے؟ نہیں! بس ایسے ہی اگر شہادت اور وراثت میں عورت کا حصہ آدھا رکھا گیا ہے تو یہ تذلیل اور ظلم نہیں، بلکہ اس کی وجوہات اور ہیں۔ چنانچہ ایک حکمت یہ ہے کہ عورتوں کو مردوں کی نسبت چونکہ نسیان زیادہ ہوتا ہے لہٰذا انکی گواہی آدھی سمجھی گئی اور عورتوں کی کفالت چونکہ مردوں کے ذمے ہوتی ہے لہٰذا انھیں وراثت میں دوگنا حصہ دیا گیا۔ الغرض

CS CamScanner

تقلیل اور تذلیل دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ تقلیل کو تذلیل لازم نہیں۔ مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہوا کہ سوال میں مذکور تفصیل کے مطابق جینڈر ایکویلٹی کی تھیوری اسلامی تعلیمات کے بالکل مخالف ہے۔ اور اس کا انجام خاندانی نظام کے خاتمے اور اس سے پیدا ہونیوالے بے شمار مسائل کی صورت میں اہل مغرب کے ہاں واضح نظر آرہا ہے۔

(۱۰۲)

قال الله سبحانه و تعالى :الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض و بما انفقوا من اموالهم. (النساء:)

فی عمدة القاری:۲۰/۱۸۹،دار احیاء التراث العربی،بیروت

قوله: (قوامون) أي: يقومون عليهن آمرين ناهين كما تقوم الولاة على الرعايا، والضمير في بعضهم، يرجع إلى الرجال والنساء جميعا، كذا قاله الزمخشري ثم قال: يعني إنما كانوا مسيطرين عليهن بسبب تفضيل الله بعضهم وهم الرجال على بعض وهم النساء. قوله: (وبما أنفقوا) أي: وبسبب ما أخرجوا في نكاحهن من أموالهم في المهور والنفقات

عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته، والأمير راع والرجل راع على أهل بيته، والمرأة راعية على بيت زوجها وولده، فكلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته. (صحیح البخاری:۵۲۰۰،فو اد)

وفی ارشاد الساری:۸/۹۹،المطبعة الكبرى الاميرية،مصر،۱۳۲۳ھ

(والرجل راع على أهل بيته) من زوج وخادم وغيرهما يقيم فيهم ما أمر به من النفقة وحسن العشرة (والمرأة راعية على بيت زوجها وولده) بحسن التدبير والتعهد لخدمته وغير ذلك.

وفی زاد المعاد:۵/۱۶۹،الرسالة،بیروت،۱۴۱۵ھ

(فصل في حكم النبي صلى الله عليه وسلم في خدمة المرأة لزوجها)

قال ابن حبيب في "الواضحة": (حكم النبي صلى الله عليه وسلم بين علي بن أبي طالب رضي الله عنه وبين زوجته فاطمة رضي الله عنها حين اشتكيا إليه الخدمة، فحكم على فاطمة بالخدمة الباطنة خدمة البيت وحكم على علي بالخدمة الظاهرة) ثم قال ابن حبيب والخدمة الباطنة: العجين والطبخ والفرش وكنس البيت واستقاء الماء وعمل البيت كله..

وفي "الصحيحين": (أن فاطمة رضي الله عنها أتت النبي صلى الله عليه وسلم تشكو إليه ما تلقى في يديها من الرحى، وتسأله خادما فلم تجده، فذكرت ذلك لعائشة رضي الله عنها، فلما جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم أخبرته. قال علي: فجاءنا وقد أخذنا مضاجعنا فذهبنا نقوم فقال مكانكما " فجاء فقعد بيننا حتى وجدت برد قدميه على بطني، فقال: " ألا أدلكما على ما هو خير لكما مما سألتما، إذا أخذتما مضاجعكما فسبحا الله ثلاثا وثلاثين، واحمدا ثلاثا وثلاثين، وكبرا أربعا وثلاثين، فهو خير لكما من خادم ". قال علي: فما تركتها بعد، قيل ولا ليلة صفين، قال ولا ليلة صفين.

CamScanner

وصح عن أسماء أنها قالت: (. كنت أخدم الزبير خدمة البيت كله وكان له فرس و كنت أسوسه و كنت أحتش له وأقوم عليه.

وصح عنها أنها كانت تعلف فرسه وتسقي الماء و تخرز الدلو وتعجن وتنقل النوى على رأسها من أرض له على ثلثي فرسخ.

وفي المغني لابن قدامة: ٨/١٩٥، مكتبة القاهرة

نفقة الزوجة واجبة بالكتاب والسنة والإجماع، أما الكتاب فقول الله تعالى: {لينفق ذو سعة من سعته ومن قدر عليه رزقه فلينفق مما آتاه الله لا يكلف الله نفسا إلا ما آتاها} [الطلاق: 7]. ومعنى: (قدر عليه) أي: ضيق عليه. ومنه قوله سبحانه: {يبسط الرزق لمن يشاء ويقدر} [الرعد: 26]. أي: يوسع لمن يشاء، ويضيق على من يشاء. وقال الله تعالى: {قد علمنا ما فرضنا عليهم في أزواجهم وما ملكت أيمانهم} [الأحزاب: 50]. وأما السنة فما روى جابر، أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - خطب الناس، فقال: .اتقوا الله في النساء، فإنهن عوان عندكم، أخذتموهن بأمانة الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله، ولهن عليكم رزقهن و كسوتهن بالمعروف. . رواه مسلم، وأبو داود. ورواه الترمذي، بإسناده عن عمرو بن الأحوص، وقال: .ألا إن لكم على نسائكم حقا، ولنسائكم عليكم حقا؛ فأما حقكم على نسائكم، فلا يوطئن فرشكم من تكرهون، ولا يأذن في بيوتكم لمن تكرهون، ألا وحقهن عليكم أن تحسنوا إليهن في كسوتهن وطعامهن. .وقال: هذا حديث حسن صحيح. وجاءت هند إلى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فقالت: يا رسول الله، إن أبا سفيان رجل شحيح، وليس يعطيني من النفقة ما يكفيني وولدي. فقال: خذي ما يكفيك وولدك بالمعروف. .متفق عليه. وفيه دلالة على وجوب النفقة لها على زوجها، وأن ذلك مقدر بكفايتها، وأن نفقة ولده عليه دونها مقدر بكفايتهم، وأن ذلك بالمعروف، وأن لها أن تأخذ ذلك بنفسها من غير علمه إذا لم يعطها إياه. وأما الإجماع، فاتفق أهل العلم على وجوب نفقات الزوجات على أزواجهن، إذا كانوا بالغين، إلا الناشز منهن. ذكره ابن المنذر، وغيره. وفيه ضرب من العبرة، وهو أن المرأة محبوسة على الزوج، يمنعها من التصرف والاكتساب، فلا بد من أن ينفق عليها، كالعبد مع سيده.

وفي عمدة القاري: ٢١/١٥، دار احياء التراث العربي، بيروت (باب وجوب النفقة على الاهل والعيال)

الثاني: أن نفقة الولد والزوجة فرض بلا خلاف.

وفي فتح الباري: ٩/٤٩٨، دار المعرفة، بيروت، ط: ١٣٧٩ه

وقال الطبري ما ملخصه الإنفاق على الأهل واجب والذي يعطيه يؤجر على ذلك بحسب قصده ولا منافاة بين كونها واجبة وبين تسميتها صدقة بل هي أفضل من صدقة التطوع وقال المهلب النفقة على الأهل واجبة بالإجماع وإنما سماها الشارع صدقة خشية أن يظنوا أن قيامهم بالواجب لا أجر لهم فيه وقد عرفوا ما في الصدقة من الأجر فعرفهم أنها لهم صدقة حتى لا يخرجوها إلى غير الأهل إلا بعد أن يكفوهم ترغيبا لهم في تقديم الصدقة الواجبة قبل صدقة التطوع وقال بن المنير تسمية النفقة صدقة من جنس تسمية الصداق نحلة فلما كان احتياج المرأة إلى الرجل كاحتياجه إليها في اللذة والتأنيس

دار

والتحصين وطلب الولد كان الأصل أن لا يجب لها عليه شيء إلا أن الله خص الرجل بالفضل على المرأة بالقيام عليها ورفعه عليها بذلك درجة فمن ثم جاز إطلاق النحلة على الصداق والصدقة على النفقة.

وفي تفسير القرطبي: ١٦٣/٣، دار الكتب المصرية، القاهرة، ط: ١٣٨٤ھ

وأجمع العلماء على أن على المرء نفقة ولده الأطفال الذين لا مال لهم.

ومثله في المغني لابن قدامة: ٢١٢/٨

وفي تفسير القرطبي: ١٩٨/١٣ في تفسير قوله تعالى: وقرن في بيوتكن

معنى هذه الآية الأمر بلزوم البيت. وإن كان الخطاب لنساء النبي صلى الله عليه وسلم فقد دخل غيرهن فيه بالمعنى. هذا لو لم يرد دليل يخص جميع النساء. كيف والشريعة طافحة بلزوم النساء بيوتهن، والانكفاف عن الخروج منها إلا لضرورة، على ما تقدم في غير موضع. فأمر الله تعالى نساء النبي صلى الله عليه وسلم بملازمة بيوتهن، وخاطبهن بذلك تشريفا لهن.

وفي احكام القرآن لشيخنا التهانوي: ٣١٧/٣، ادارة القرآن، كراتشي، ط: ١٣٣٣ھ

فدلت الآية على ان الاصل في حقهن الحجاب بالبيوت والقرار بها ،لكن يستثنى منه مواضع الضرورة فيكتفي فيها الحجاب بالبراقع والجلابيب.

وفي معارف القرآن للشيخ المفتي محمد شفيع رحمه الله تعالى في تفسير قوله تعالى: ولهن مثل الذي عليهم بالمعروف وللرجال عليهن درجة. (البقرة: ٢٢٨) ٥٤٧/١...٥٥٠

یہ آیت عورتوں اور مردوں کے باہمی حقوق، فرائض اور انکے درجات کے بیان میں ایک شرعی ضابطے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس آیت سے پہلے اور اسکے بعد کئی رکوع تک اسی ضابطہ کی اہم جزئیات کا بیان ہوا ہے۔ عورت کو اسکے حقوق مناسبہ نہ دینا ظلم تھا جسکو اسلام نے مٹایا ہے۔ اسی طرح ان کو کھلے مہار چھوڑ دینا اور مردوں کی نگرانی و سیادت سے آزاد کر دینا، اسکو اپنے گذارے اور معاش کا خود متکفل بنانا بھی اسکی حق تلفی اور بربادی ہے۔ نہ اسکی ساخت اسکی متحمل ہے اور نہ گھریلو کاموں کی ذمہ داری اور اولاد کی تربیت کا عظیم الشان کام جو فطرۃ اسکے سپرد ہے وہ اسکا متحمل ہے۔ علاوہ ازیں مردوں کی سیادت اور نگرانی سے نکل کر عورت پورے انسانی معاشرے کے لئے خطرہ عظیم ہے۔ جس سے دنیا میں فساد خونریزی اور طرح طرح کے فتنے پیدا ہونا لازمی اور روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے عورتوں کے حقوق واجبہ کے بیان کے ساتھ ساتھ یہ بھی ارشاد فرما دیا کہ وللرجال عليهن درجة یعنی مردوں کا درجہ عورتوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اور دوسرے لفظوں میں یہ کہ مرد انکے نگراں اور ذمہ دار ہیں۔ ملخصا۔

وفیہ: ١٣٣/٧

اصل مطلوب عنداللہ عورتوں کے لئے یہ ہے کہ وہ گھروں سے باہر نہ نکلیں، انکی تخلیق گھریلو کاموں کے لئے ہوئی ہے، ان میں مشغول رہیں اور اصل پردہ جو شرعا مطلوب ہے وہ حجاب بالبیوت ہے۔

وفي احكام القرآن: ٤٧٦/١

وخدمة المرأة لزوجها من واجبات الاسلام عندنا اي ديانة لا قضاء كما صرح به في الدر والشامية ١٢٤/٢: وفيه ايضا: و حقه ان تطيعه في كل مباح يامرها به . قال الشامي: ظاهره انه عند الامر به يكون

CS CamScanner

واجبا عليها كامر السلطان الرعية به ٩٥٩:٢ودليله قوله تعالى :الرجال قوامون على النساء اى امراء عليهن.

قال الله سبحانه وتعالى:البقرة:٢٨٢

فان لم يكونا رجلين فرجل وامراتن ممن ترضون من الشهداء ان تضل احديهما فتذكر احديهما الاخرى

عن أبي سعيد الخدري، قال: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في أضحى أو فطر إلى المصلى، فمر على النساء، فقال: .يا معشر النساء تصدقن فإني أريتكن أكثر أهل النار. فقلن: وبم يا رسول الله؛ قال: .تكثرن اللعن وتكفرن العشير ما رأيت من ناقصات عقل ودين أذهب للب الرجل الحازم من إحداكن.. قلن: وما نقصان ديننا وعقلنا يا رسول الله؛ قال: .أليس شهادة المرأة مثل نصف شهادة الرجل. قلن: بلى قال: .فذلك من نقصان عقلها. أليس إذا حاضت لم تصل ولم تصم. قلن: بلى. قال: .فذلك من نقصان دينها. متفق عليه واللفظ للبخاري

(٣٠٤،فواد)مسلم(١٣٢،فواد).

وفي بحوث في قضايا فقهية معاصرة:ص٣٢٧

فان الشريعة لم تاذن للمراة بالخروج من دارها الا لحاجة ملحة وقد الزم اباها اوزوجها بان يكفل لها جميع حاجاتها المالية .

في فتاوى عثمانی:١/١٣٣

چونکہ آج کل ان (میڈیکل سائنس، حکمت یا ہوم اکنامکس) میں سے بیشتر علوم کی تحصیل اور استعمال میں احکام شریعت کی پابندی عنقاء جیسی ہے اس لئے اس کا عام مشورہ نہیں دیا جا سکتا (خواتین کو)۔

عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم. قال: المرأة عورة. فإذا خرجت استشرفها الشيطان.: .هذا حديث حسن صحيح غريب (سنن الترمذي:1173،شاكر)

وفي آخر رواية ابن حبان: وأقرب ما تكون من ربها إذا هي في قعر بيتها .(5599،صححه شعيب ارنووط على شرط مسلم و صححه الالباني في تعليق صحيح ابن خزيمة:1685)

عن أبي موسى. عن النبي صلى الله عليه وسلم. قال: كل عين زانية. والمرأة إذا استعطرت فمرت بالمجلس فهي كذا وكذا. يعني زانية وفي الباب عن أبي هريرة: .هذا حديث حسن صحيح.سنن الترمذي:2786،شاكر

عن ابن عباس رضي الله عنهما. أنه: سمع النبي صلى الله عليه وسلم. يقول: .لا يخلون رجل بامرأة. ولا تسافرن امرأة إلا ومعها محرم. متفق عليه واللفظ للبخاري:3006/صحيح مسلم: 1341

وفي سنن الترمذي:2165/شاكر: ألا لا يخلون رجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطان . هذا حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه

عن أبي هريرة. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: .ليس للنساء وسط الطريق.(صحيح ابن حبان:5601/حسن لغيره قاله ارنووط .)

CamScanner

عن حمزة بن أبي أسيد الأنصاری. عن أبیه. أنه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم. یقول: وهو خارج من المسجد فاختلط الرجال مع النساء في الطریق فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم للنساء: .استأخرن. فإنه لیس لکن أن تحققن الطریق علیکن بحافات الطریق. فکانت المرأة تلتصق بالجدار حتی إن ثوبها لیتعلق بالجدار من لصوقها به. (سنن ابی داود: 5272/حسنه الالبانی)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح

محمد نوید خان عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ عبد اللہ بن عمر لاہور

ربیع الثانی 1438ھ

03جنوری 2018ء

محمد طارق محمود عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ عبد اللہ بن عمر لاہور

ربیع الثانی 1438ھ

03جنوری 2018ء

۱۸۲
۸۵/۵

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس بابت کہ اگر جوان عورت عصری علوم کے حصول کیلئے گھر سے، بغیر محرم کے، دیارِ کفر میں، مخلوط نظامِ تعلیم میں چلی جائے؟

ذیل کے سوالات کا تفصیلی جواب دیکر ممنوع فرمائیں جزاک اللہ۔

1) کیا جوان عورت کا بغیر محرم گھر سے نکلنا جائز ہے؟

2) ایک خاتون کا حصولِ تعلیم کیلئے دیارِ کفر میں جانا جائز ہے؟

3) کیا جوان عورت کا مخلوط نظامِ تعلیم میں حصولِ تعلیم جائز ہے؟

4) کیا عورت عصری علوم کے کسی بھی شعبے میں جا سکتی ہے اور گھر سے نکل سکتی ہے یا نہیں صرف ان شعبوں میں جا سکتی ہے جہاں عورتوں کی صنفی معاملات کیوجہ سے ضرورت ہے؟

5) عورت کا ''نیورو سائنس'' پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنا کیسا ہے؟

—— جواب منسلک ہے ——

المستفتی:

عاقب الرحمن

03154965659

۷ ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ
۲۶ جون ۲۰۲۳ء مدیر

Daar-UL-Iftaa
Jamia Abdullah Bin Umar
23km Ferozpur Road Near
Kahna Nou
Lahore Pakistan

دار الافتاء
جامعہ عبداللہ بن عمر
۲۳ کلومیٹر فیروز پور روڈ نزد کاہنہ نو، لاہور پاکستان
۰۳۳۲-۸۲۹۱۲۲۱ ، ۰۴۲-۳۵۲۷۲۲۷۰

دار الافتاء کا جواب پوچھے گئے سوال کے مطابق ہوتا ہے۔ سوال کی پوری تفصیل صحیح صحیح بتانا پوچھنے والے کی ذمہ داری ہے۔ سوال میں غلطی یا کمی کی صورت میں جواب کالعدم سمجھا جائے۔

فتویٰ نمبر: ۸۵/۵

تاریخ ہجری: ۱۴۴۴/۱۲/۲۸ھ
تاریخ عیسوی: ۲۰۲۳/۷/۱۷ء

الجواب حامدًا ومصلیًا

بطور تمہید واضح ہو کہ اسلام نے مرد اور عورت کا کام اور دائرہ کار الگ الگ رکھا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمے گھر کا کام، اور اپنے داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمے گھر سے باہر کا کام لگایا تھا۔ یہی فطری اور متوازن نظام ہے جس سے معیاری اور مثالی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ خواتین کا اصلی کام اور مقام گھر اور گھریلو امور سرانجام دینا ہے۔ اور گھر سے باہر کے کام کرنا اور کمائی کرکے لانا یہ مردوں کی ذمہ داری ہے۔ خاتون کا خرچ شادی سے پہلے اس کے والد کے ذمے ہے، اور شادی کے بعد اس کے شوہر کے ذمے ہے۔ شادی سے پہلے خاتون اپنے والد کی نگرانی میں ہوتی ہے، اور شادی کے بعد اپنے شوہر کی نگہبانی میں ہوتی ہے۔ خواتین کو ان کے گھروں سے نکال کر ہر شعبے میں مردوں کے شانہ بشانہ لانے کا تصور اسلامی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے۔ اس پر آخرت میں جو ہوگا سو ہوگا، لیکن دنیا میں اس کا انجام وہ ہوتا ہے جو مغربی معاشرے کا ہو رہا ہے۔

خواتین کو گھر سے باہر نکلنے میں دو باتوں کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔ ایک یہ کہ باہر نکلنے کی کوئی ضرورت ہو۔ ضرورت کے معنی یہ ہیں کہ اس کام کے بغیر گزارہ نہ ہو اور کوئی محرم مرد وہ کام کرنے والا نہ ہو اور گھر میں رہ کر وہ کام نہ ہو سکے۔ اور دوسری شرط یہ کہ گھر سے باہر پورے پردے میں رہیں۔ یعنی برقعے سے سارا بدن چھپائیں، بناؤ سنگھار کرکے نہ نکلیں، مردوں سے اختلاط نہ ہو، شرعی سفر (تقریباً سترکلومیٹر) محرم مرد کے بغیر نہ ہو، وغیرہ۔ (مأخذہ: فتوی الجامعۃ: ۱۱/۲) تعلیم نسواں سے متعلق بہشتی زیور کے پہلے حصے کے آخر میں ایک تفصیلی مضمون ہے، اس کا مطالعہ بھی مفید ہوگا۔

اس تمہید کے بعد اب سؤالات کے جوابات لکھے جاتے ہیں:

CamScanner

۱،۲،۳): خاتون کے لیے بغیر محرم بیرون ملک جاکر مخلوط نظام تعلیم میں عصری فنون حاصل کرنے کی نہ کوئی ضرورت ہے، اور نہ ہی پردے کی پوری پابندی کے ساتھ یہ کام ہو سکتا ہے، لہذا یہ جائز نہیں۔

۴): بعض شعبے ایسے ہیں جہاں خواتین کا ہونا مناسب ہے، جیسے مثلاً خواتین کے علاج کے لیے خاتون ڈاکٹر کا ہونا۔ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ پردے کی پوری پابندی کے ساتھ خواتین ڈاکٹر بن بھی سکیں۔ اگر پردے کی پوری پابندی نہیں ہو سکتی تو مجبوری میں اس کی گنجائش ہے کہ خاتون مرد ڈاکٹر سے علاج کرا لے۔

۵): اس سؤال میں کچھ ابہام ہے۔ جواب کے لیے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ خاتون کے نیورو سائنس میں پی ایچ ڈی کرنے کا مقصد کیا ہے؟ طریقہ کار کیا ہوگا؟ ڈگری کرنے کے بعد کن حالات میں کام کرنا ہوگا؟

---والله تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح
بندہ محمد مسعود عفی عنہ

محمد نوید خان عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ عبد اللہ بن عمر، لاہور

دار الافتاء
فتوی نمبر ۸۵/۵
جامعہ عبد اللہ بن عمر، لاہور

محمد طارق محمود عفی عنہ
محمد طارق محمود عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ عبد اللہ بن عمر لاہور
۱۴ ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ / ۳ جولائی ۲۰۲۳ء

نیز دیکھیے :

۱- اصلاح انقلاب امت : ۱/ ۲۷۱ ـــ ۲۷۳ ، ملفوظات حکیم الامت : ۲۳ / ۱۵۲

۲- امداد الاحکام : ۱/ ۲۱۵ ، ۲۱۸ ـــ ۲۲۲

۳- امداد المفتین : ص ۸۵۳ ـــ ۸۵۶

۴- فتاوی محمودیہ : ۳ / ۳۸۱ ، ۳۸۲

۵- آپ کے مسائل اور ان کا حل : ۸ / ۶۶، ۶۷ ، ۱۰۸ ، ۱۲۱ ـ ۱۲۳ ، ۱۲۴، ۱۲۵

۶- احسن الفتاوی : ۸/ ۳۲ ـــ ۳۴

۷- چند اہم عصری مسائل : ۱/ ۲۹۹ ـــ ۳۱۶

خواتین کی عصری تعلیم اسعد تک